بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ جات بابت پارۂ چاردہم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۴۱۹

تفسیر قمی میں ہے ایک دن ہام بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ بیحد لمبا چوڑا اور عظیم الجثہ ہے اور اُسکی صورت ڈراؤنی ہے پس حضرت نے ارشاد کیا تو کون ہے؟ اُس نے عرض کی میرا نام ہام بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ جس دن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میری عمر چند سال کی تھی۔ میرا شیوہ یہ تھا کہ میں خدا پر توکل کو منع کرتا تھا اور حرام چیزیں کھانے کی طرف رغبت دلاتا تھا۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میری جان کی قسم وہ جوان سب سے بدتر ہے جسے اُمیدیں دلائی جائیں اور وہ بہکانے میں آجائے اور اسی طرح وہ ادھیڑ سب سے بدتر ہے جس کو عذاب خدا سے اطمینان دلایا جائے اور وہ باوجود بدکاری کے مطمئن ہو جائے۔ اُس نے کہا اے محمدؐ! آپ مجھے ملامت نہ کریں۔ میں حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر توبہ کر چکا ہوں اور کشتی میں اُن حضرت کے ہمراہ تھا۔ اور میں اُن حضرت پر قوم کے برخلاف دعا کرنے پر ناراض بھی ہوا تھا۔ اور میں اُس وقت بھی حاضر تھا جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تھے آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی حضرت ابراہیمؑ صحیح و سالم رہے تھے اور میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہمراہ اُس وقت بھی موجود تھا کہ جب اللہ نے فرعون کو ڈبو دیا۔ اور بنی اسرائیل کو نجات دی تھی اور میں حضرت ہودؑ کے ساتھ تھا جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم کو بددعا کی تھی اور میں اُن سے بھی ناراض ہوا تھا۔ اور میں حضرت صالحؑ کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم پر نزولِ عذاب کی خدا سے درخواست کی تھی۔ میں نے بددعا کرنے سے اُن کو روکا بھی تھا۔ میں نے تمام (آسمانی) کتابیں پڑھی ہیں۔ ہر کتاب میں آپ کے ظہور کی میں نے بشارت دیکھی ہے اور تمام نبیوں نے آپ کو سلام کہدیا ہے اور وہ سب یہ بھی کہتے تھے کہ آپ سارے نبیوں سے افضل اور بزرگ مرتبہ ہیں۔ اب آپ بھی اُس میں سے جو کچھ آپ پر خدا نے نازل کیا ہے مجھے کچھ تعلیم فرمائیے۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے ارشاد کیا۔ اے علیؑ! تم اسے (احکامِ دین) تعلیم کر دو۔ ہام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم تو سوائے نبی اور وصی نبی کے کسی کی اطاعت نہیں کرتے۔ یہ بزرگوار کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا یہ میرے بھائی اور وصی اور وزیر اور میرے وارث علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ اُس نے عرض کی بیشک میں نے اِن کا نام کتب آسمانی میں آلیا دیکھا ہے۔ پس امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُسے تعلیم دی۔ پھر جنگِ لیلۃ الہریر میں بھی جو بمقام

صفین برپا ہوئی تھی جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں ہاشم حاضر ہوا تھا۔
قول مترجم۔ اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جناب رسول خدا باوجود علم نبوت ہاشم کے حالات سے آگاہ نہ تھے بلکہ بہت سی مصلحتیں اس کی مقتضی ہوا کرتی ہیں کہ ایسے لوگ اپنی بیتی خود کہہ سنائیں تاکہ انسان صورت شیطان سیرت لوگوں کی ہدایت کا باعث ہو۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۲۵

احتجاج طبرسی میں جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ اُن جناب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث اپنے آباءِ طاہرین سے روایت کی ہے کہ ملک شام کا رہنے والا ایک یہودی عالم جو توریت و انجیل و زبور کو پڑھا ہوا تھا۔ صحف انبیاء سے وہ واقف تھا۔ انبیاء کے دلائل اور معجزات پر اُسے اطلاع تھی۔ ایک دن مسجد رسولؐ میں آیا اور بیٹھ گیا۔ اصحاب رسولؐ کا مجمع اُس وقت مسجد میں موجود تھا۔ اُن میں حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام اور عبداللہ ابن عباسؓ اور ابو سعید جہنی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پس یہودی نے کہا اے اُمت محمدؐ! تم نے کسی نبی کا درجہ۔ کسی رسول کی فضیلت نہیں چھوڑی جو اپنے نبیؐ کو نہ دے دی ہو۔ اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ تم لوگ اُس کا مجھے جواب دو۔ یہ سن کر سب نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ لیکن حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا بیشک خداوند عالم نے تمام نبیوں اور رسولوں کے مراتب اور فضائل جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات میں جمع کر دئے ہیں بلکہ بہ نسبت تمام انبیاء و مرسلین کے چند در چند محامد اُن جناب کو خدا نے عطا فرمائے ہیں۔ یہودی بولا تم میرے سوال کا جواب دوگے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں آج میں تیرے سامنے رسول اللہ کے ایسے فضائل بیان کرونگا جن سے مؤمنین کی آنکھیں خنک ہوجائیں گی اور شک کرنے والوں کے شک دور ہو جائیں گے۔ اور میں جو فضائل بیان کرونگا اُن سے کسی نبی پر عیب لگانا یا اُنکی منقصت ظاہر کرنا میرا مقصود نہ ہوگا بلکہ خدا کی شکر گزاری ہوگی کہ اُس نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو وہ مدارج بھی عطا فرمائے جو اور نبیوں کو دیے تھے بلکہ اُس سے زیادہ عنایت کئے جس کے سبب سے وہ جنابؐ تمام رسولوں سے افضل ہو گئے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں اُس کا جواب دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا بیان کر۔ اُس نے عرض کی آپ اس کے قائل ہیں یا نہیں کہ خدا تعالےٰ نے جو کچھ اور انبیاء کو دیا تھا وہ ہمارے نبیؐ کو بھی عطا کیا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا بیشک! جو کچھ اور نبیوں کو عطا کیا تھا وہ بھی دیا اور اُس سے بھی زیادہ عنایت کیا۔ اب یہودی نے یہ عرض کیا کہ دیکھئے کہ حضرت موسٰے ابن عمران کو تو خدا تعالےٰ نے فرعون کے پاس رسول بنا کر بھیجا اور اُن کو اپنی بڑی سے بڑی نشانی دکھائی۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسی ہی ہمارے رسولؐ کی حالت ہے بلکہ اُن جناب کو خدا نے بہت سے فرعونوں کے پاس بھیجا تھا مثلاً ابوجہل بن ہشام۔ عتبہ

بن ربیعہ۔شیبہ۔ابوالبختری۔نضرابن الحارث۔ابی بن خلف۔حجاج کے دونوں بیٹے منبہ و بنیہ۔اور پانچ آدمی ہنسی اڑانیوالے ولید بن مغیرہ مخزومی۔عاص بن وائل سہمی۔اسود بن عبدیغوث زہری۔اسود بن مطلب حارث بن طلاطلہ۔پس خدائتعالٰے نے ان سب کو اطراف میں اور خود ان کی ذاتوں میں ایسی نشانیاں دکھلادیں کہ ان سب پر جناب رسولِ خدا کا برحق ہونا ظاہر ہوگیا تھا (یہ اور بات ہے کہ ایمان نہ لائے) یہودی بولا خدا نے موسٰے کا بدلہ فرعون سے لیا تھا۔حضرت نے فرمایا اسی طرح یہاں بھی ہوا۔خدائتعالٰے نے فرعونوں سے جناب رسول خدا کا انتقام لیا۔ہنسی اڑانے والوں کے انجام کی خبر تو خدا نے اپنے قول اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ ۙ سے دی ہے۔پس وہ پانچوں مختلف طور سے ایک ہی دن اور ایک ہی ساعت میں مارڈالے گئے مگر اس طرح کہ ایک کی موت دوسرے سے مختلف تھی۔ولید بن مغیرہ تو یوں مرا کہ وہ کہیں جارہا تھا۔راستہ میں بنی خزاعہ میں سے ایک شخص نے تیر میں پر لگا کے رکھدیا تھا۔ولید کے پاؤں میں اس کی بوری گھس گئی جس سے اسکی رگ اکحل کٹ گئی۔بدن کا خون بہنے لگا یہانتک کہ وہ مرگیا۔مرتے وقت اس نے کہا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے۔رہا عاص بن وائل سہمی۔وہ کسی کام کو کسی ایسے موقع پر گیا تھا جو ایک بڑے پتھر کے نیچے واقع تھا۔وہ پتھر اس پر گرا اور اس کے بدن کے ٹکڑے اڑادیے۔وہ مرگیا اور مرتے مرتے کہتا تھا کہ محمدؐ مصطفٰے کے خدا نے مجھے قتل کیا ہے۔اسود بن عبدیغوث کا یہ حال ہوا کہ وہ اپنے بیٹے زمعہ کے استقبال کے لئے گھر سے نکلا اور ایک درخت کے سایہ میں جا کھڑا ہوا۔پس جبرئیلؑ آئے اور اس کے سر کو درخت کے تنہ پر دے مارا اس نے اپنے غلام سے کہا تو اس کو (جو میرا سر توڑے ڈالتا ہے) منع کر۔اس نے جوابدیا میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ آپ خود اپنا سر درخت کے تنہ پر مار رہے ہیں۔اور کوئی یہاں موجود نہیں۔پس وہ مرگیا۔مرتے وقت بولا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے۔اسود بن المطلب کو جناب رسولِ خدا نے بددعا کی تھی کہ خدایا تو اس کو اندھا کردے اور اس کو بیٹے کے غم میں مبتلا کر۔پس جب نزولِ عذاب کا دن آیا تو وہ اپنے گھر سے نکلا جب ایک مقام پر پہنچا تو جبرئیلؑ نے ایک سبز پتی اس کی آنکھوں میں لگادی پس وہ اندھا ہوگیا۔پھر وہ زندہ رہا یہانتک کہ وہ اپنے بیٹے کے غم میں ہلاک ہوگیا۔اور حارث بن طلاطلہ بادِ سموم کے موسم میں گھر سے باہر آیا۔ہوا کی گرمی سے رنگ اس کا کالا پڑگیا۔پس جب وہ گھر میں جانے لگا۔اسکی اولاد نے اسے روکا۔اس نے کہا میں حارث ہوں۔یہ سن کر وہ لوگ جھلائے اور اس کو مارڈالا۔قتل ہوتے وقت وہ کہہ رہا تھا مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کیا ہے۔نیز دوسری روایت میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ اسود ابن المطلب نے دریائے شور کی مچھلی کھائی تھی۔مچھلی کھاتے ہی اس پر پیاس نے غلبہ کیا۔پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا۔مرتے وقت اس نے کہا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے۔ان پانچوں ملعونوں کو ایک وقت میں یہ سزائیں

اس لئے دی گئی تھیں کہ اُنہوں نے جناب رسولِ خدا سے یہ کہا تھا کہ اے محمدؐ ! ہم ظہر کے وقت تک تمہارا انتظار کرتے ہیں۔ یا تو اس عرصہ میں آپ اپنے دعوئے نبوت سے باز آ گئے ورنہ ہم آپ کو قتل کر دینگے جناب رسولِ خدا کو اُن کے اس قول سے بہت ہی صدمہ پہنچا۔ بیت الشرف میں تشریف لے گئے۔ دروازہ بند کر لیا۔ جبرئیلؑ امین منجانب ربّ العالمین اُسی وقت حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! پروردگارِ عالم بعد تحفۂ درود و سلام یہ ارشاد فرماتا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ہ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۲۵ سطر ۱) جس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ مکہ پر امرِ دین کو ظاہر کرو اور اُن کو قبولِ ایمان کی دعوت دو۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ امین ان ہنسی اُڑانیوالوں کا اور جو دھمکی دے چکے ہیں اس کا کیا علاج کروں؟ جبرئیلؑ امین نے عرض کی خدائتعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ہ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۲۵ سطر ۱) فرمایا اے جبرئیلؑ! ابھی ابھی تو وہ میرے روبرو موجود تھے۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ! ابھی ابھی اُن کا فیصلہ کئے آتا ہوں اور حضور اسی وقت اظہارِ امرِ دین فرمائیں۔ ان پانچ کے علاوہ جو فرعون باقی رہے وہ سب بدر کے دن تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے۔ اُنکی پوری جمعیت کو خدائتعالےٰ نے شکست دی اور وہ گروہ پیٹھ دکھا کر بھاگا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۴۴۸

کسی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! جدال احسن اور غیر احسن کیا ہے۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ جدال غیر احسن یہ ہے کہ تم کسی مخالف مذہب سے مناظرہ کرو اور وہ تمہارے سامنے کوئی امرِ باطل پیش کرے جس کو تم خدا کی بتائی ہوئی حجت سے رد نہ کر سکو بلکہ تم اُس کے جواب میں کسی ایسے امرِ حق کا انکار کر دو جسے مخالف اپنے باطل دعوے کے ثبوت میں تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہو۔ پس تم یہ خیال کر کے کہ اگر دشمن فلاں حق بات کو اپنے دعوئے پر دلیل قائم کریگا تو مجھ سے جواب نہ بن پڑیگا۔ لاؤ پہلے ہی سے اُس کا انکار کر دیں۔ پس اس طریقہ کا مجادلہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے۔ اس لئے کہ ایسے مجادلہ اور جواب سے ضعیف الاعتقاد مومنین پر اور مذہب کے باطل کرنے والے مخالفین پر بُرا اثر پڑے گا۔ مخالفین پر تو اس وجہ سے بُرا اثر ہوگا کہ وہ کمزور عقیدے والوں کو اور کمزور بنا دیں گے۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں پر بُرا اثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگ تمہارا جواب ناقص پائیں گے تو اُن کے دل غمگین ہوں گے کہ باطل مذہب والوں سے مذہبِ حق والے مغلوب ہو گئے اب رہا وہ جدال جو احسن ہو۔ وہ یہ ہے جس کا خدا نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا ہے کہ جو کوئی تم سے مرنے کے بعد اُٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونیکا انکار کرے تو تم اُس سے مناظرہ کرو۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ہ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۷۱ سطر ۲) اس قول کے رد میں خدا نے اپنے رسولؐ پر وحی نازل فرمائی قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ

أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۞ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ۞ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۳) مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ چاہا کہ وہ باطل پر اڑنے والے لوگوں سے جو یہ کہا کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدائے تعالےٰ بوسیدہ ہڈیوں کو پھر مبعوث فرمائیگا خدائے تعالےٰ فرماتا ہے" قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ "اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو ابتدا میں جبکہ کوئی چیز نہ تھی ازسرِ نو پیدا کرسکا کیا وہ اس سے عاجز ہوجائے گا کہ پرانی بوسیدہ چیزوں کا پھر اعادہ کرے۔ کیونکہ تمہارے خیال کے بموجب کسی چیز کا ابتداءً بنانا یا کرنا اُس کے دوبارہ بنانے یا کرنے سے بہت دشوار ہوتا ہے پھر فرمایا۔" الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ۞" اس کا یہ مطلب ہے کہ جب اُس نے گیلے اور ہرے درخت میں جلانے والی آگ کو پوشیدہ کر رکھا ہے جس کو ضرورت کے وقت نکال دیتا ہے تو تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ وہ گلی سڑی چیز کے دوبارہ پیدا کرنے پر تو اور زیادہ قدرت رکھتا ہوگا۔ پھر فرمایا۔ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۞ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۶) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا تمہارے نزدیک بھی بہت بڑی بات ہے اور تمہاری عقلیں بھی ایک بوسیدہ چیز کے دوبارہ پیدا کرنے سے اس کو زیادہ عظیم الشان جانتی ہیں تو پھر تم نے یہ کیسے مان لیا کہ خدائے تعالےٰ نے ایسا عظیم الشان کام انجام دیا ہوگا۔ اور تمہارے خیال میں جو اتنا سخت کام ہے اُس کو پورا کیا ہوگا اور جب تم نے اسے مان لیا تو جو کام تمہاری نظر میں بھی اس سے زیادہ آسان ہے یعنی بوسیدہ چیز کا پھر پیدا کردینا۔ اُسے کیوں نہیں تسلیم کرتے؟

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیاتِ مذکورۂ بالا تلاوت فرماکے اور اِن کا مطلب بیان فرما کے ارشاد فرمایا کہ یہ طریقۂ جدال تو وہ ہے جسے جناب رسولِ خدا نے احسن فرمایا ہے اس لئے کہ اس سے کافروں کے عذر منقطع ہوجاتے ہیں۔ اور اُن کے شبہات دُور ہوتے ہیں ۔اب رہا وہ طریقۂ جدال جو غیر احسن ہے۔ کہ تم کو ایک امرِ حق میں اور مجادلہ کرنے والے کے پیش کردہ امرِ باطل میں تمیز تو دشوار ہوا اور تم اُس کے باطل کے دفع کرنے کے خیال سے اُس حق کا انکار کرجاؤ تو ایسا مجادلہ کرنا حرام ہے اس لئے کہ تم اور تمہارا مخالف اس معاملہ میں یکساں ہوگئے۔ یعنی ایک حق کا وہ انکار کرتا تھا ایک کے تم بھی منکر ہوگئے۔

تمام شد